بے روزگاری اور غربت کے خاتمے کے لیے حکومت کی ذمہ داریاں، اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

The Responsibilities of Government in Combating the Unemployment and Poverty from Islamic Perspective

1.Prof Dr. Abdul Hai Madani	2. Muhammad Maqsood Lakho
Chairman Departmenet of Essential Studies NED University Karachi	Phd Scholar Unversitry of Jamshoro
Email: dr.madani67@gmail.com	**Email:** maqsood.lakho@scholars.usindh.edu.pk

3. Dr. Talat Sultana

Visiting Lecturer, Department of Uloom Islamia , University of Chakwal

Email: sultanatalat82@gmail.com

To cite this article:

1.Prof Dr. Abdul Hai Madani . 2. Muhammad Maqsood Lakho

3. Dr. Talat Sultana ,July – Dec (2023) Urdu

بے روزگاری اور غربت کے خاتمے کے لیے حکومت کی ذمہ داریاں، اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

Al-Bahis Journal of Islamic Sciences Research, *1*(2),100-116 Retrieved from https://brjisr.com/index.php/brjisr/article/view/14

Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)

OPEN ACCESS

بے روزگاری اور غربت کے خاتمے کے لیے حکومت کی ذمہ داریاں، اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

The Responsibilities of Government in Combating the Unemployment and Poverty from Islamic Perspective

Abstract

Unemployment and poverty are amongst the major challenges in today's era which have lapped most of the word's developed, underdeveloped as well as third world nations, especially in post-Covid19 situation, which has left millions of people in Pakistan and around the globe jobless. While the intensity of this challenge is ever-increasing, some developed countries have still managed to employ a temporary solution by providing allowances to the unemployed. To curb this issue Economists and countries around the world have proposed certain solutions but with limited success. Especially in the case of Pakistan, where the country is in such a devastating financial state, that it is delusional to think towards an effective solution. As an antidote, western experiments are being idealized and are tried to be benefited from. While on the contrary, we have got a universal solution including a perfect economic system in the form of religion Islam.

Islam had to face a lot of hurdles during the period of its establishment, but Prophet Mohammad S.A.W (Peace be upon him) exquisitely resolved before-mentioned problems and set an example for others as well. He taught and convinced Muslims to help the underprivileged and dependent people through brotherhood and hence established an exemplary socio-economic system. Islam has presented numerous everlasting and peaceful solutions to overcome this dilemma.

The underlying article discusses this topic in further detail.

Keywords: Covid19, Unemployment, Poverty, Islam, Solutions.

تمہید:

سال 2019ء کے آخر میں شروع ہونے والے کرونا کی بیماری نے پوری دنیا کو اپنی مہلک اثرات میں گھیر لیا ہے جس کا ازالہ کرنے میں کئی دہائیاں لگ سکتی ہے۔ان مہلک اثرات میں بے روزگاری بھی شامل ہے۔ چنانچہ کرونا سے پیدا ہونے والی کساد بازاری سے پاکستان میں لاکھوں لوگ،اور پوری دنیا میں کروڑوں لاگ بے روزگار ہوگئے ہیں۔ برطانوی نشریاتی ادارے (بی بی سی) کے مطابق پاکستان میں منصوبہ بندی کی وزارت کے ذیلی ادارے پاکستان انسٹیٹیوٹ آف ڈویلپمنٹ اکنامکس (PIDE) نے کورونا وائرس کی وجہ سے معاشی سرگرمیوں پر منفی اثرات کا جائزہ لیتے ہوئے ایک کروڑ سے زائد افراد کے بیروزگار ہونے کے خدشے کا اظہار کیا ہے[1]۔دوسری طرف حکومتیں ان مسائل کو حل کرنے میں بادی النظر میں ناکام نظر آرہی ہیں۔اس تناظر میں اس بیماری کے حل اور اس کے بارے میں اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونا از حد ضروری ہے۔

دین اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے جس میں انسانی زندگی کی تمام ضروریات،مشکلات اور مسائل کا حل موجود ہے۔دور حاضر میں انسانی زندگی کے ان اہم مسائل میں سے ایک اہم مسئلہ بے روزگاری اور غربت کا مسئلہ ہے۔ جس سے ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ممالک یکساں طور پہ متاثر ہیں۔فرق صرف اتنا ہے کہ بعض ترقی یافتہ ممالک بے روزگاری الاؤنس کے ذریعے اس کا وقتی طور پر علاج کر دیتے ہیں مگر یہ اس مسئلے کا خاطر خواہ، مستقل اور دیرپا حل نہیں۔

دوسری جانب اسلام کو بھی ابتدائی دور میں ان جیسے مسائل سے دوچار ہونا پڑا کیونکہ ابتداء میں مکی معاشرے کے غریب، مالی طور پر کمزور اور غلاموں نے اسلام قبول کیا لیکن اسلام نے اس مسئلے کو احسن طریقے سے حل کر کے دوسروں کے لیے قابل تقلید نمونہ بنادیا، ترغیب و ترہیب کے ذریعے مسلمانوں کو فقراء، مساکین اور محرومِ معاش افراد کی امداد پر آمادہ کیا اور مؤاخاۃ کی شکل میں افرادی کفالت کے لیے ایک بے نظیر نظام قائم کیا۔اسلام نے اس مسئلے کے حل کے لیے مستقل اور پُرامن طریقے پیش کیے زیر نظر مقالہ میں اس بات کو اجاگر کرنے کی کوشش کی گی ہے۔ کہ دور حاضر میں اس بنیادی مسئلہ کے اسباب واقسام اور اسلام میں اس مسئلہ کا حل کیا ہے۔

بے روزگاری کے اقسام:

ماہرینِ معاشیات نے بے روزگاری کی چند اقسام ذکر کی ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

(۱) متدائر یا عوامی بے روزگاری:

بے روزگاری کی یہ قسم تجارتی چکر (CycleTrade) سے متعلق ہوتی ہے جس میں چند سال کی گرم بازاری کے بعد کساد بازاری کے دورے پڑتے ہیں کاروبار پوری تیز رفتاری کے ساتھ چل رہا ہوتا ہے کہ یکایک تاجر محسوس کرتے ہیں کہ جو مال ان کے گوداموں میں آرہا ہے وہ مناسب رفتار سے نہیں نکل رہا تو وہ فرمائشیں روک لیتے ہیں، صنّاع یہ حالت دیکھ کر مال کی تیاری سے ہاتھ کھینچ لیتا ہے، سرمایہ دار قرض دینے سے گریز کرتا ہے اور پہلے کا دیا ہوا قرض واپس مانگنے لگتا ہے۔اس صورتحال میں کارخانے بند ہونا شروع ہو جاتے ہیں، بے روزگاری اور زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ یہ چکر (Trade Cycle) سرمایہ دارانہ نظام کے لیے ایک مستقل مرض بن چکا ہے جس کا خاطر خواہ علاج دریافت نہیں ہوا۔اس قسم کی بے روزگاری کو معاشی اصطلاح میں (Cyclical Unemployment) کہتے ہیں[2]۔

(۲) مزاحمتی بے روزگاری:

بے روزگاری کی یہ قسم طلب میں تبدیلی یا فنی ترقی کی وجہ سے ہوتی ہے جب موجودہ پیشوں میں لوگوں کی خدمات کی طلب گر جاتی ہے تو لوگ بے روزگار ہو جاتے ہیں اور لوگوں کو دوسرا پیشہ اختیار کرنے میں یقینا کچھ وقت لگ جاتا ہے۔اسی طرح جب کوئی نئی مشین دریافت ہوتی ہے تو لوگ بے روزگار ہو جاتے ہیں کیونکہ پہلے کئی آدمی جو کام کرتے ہیں مشین تنہا اسے ان سے احسن طریقے سے انجام دیتا ہے جس سے ان کی طلب گر جاتی ہے۔

---

1 - https://www.bbc.com/urdu/pakistan-52209087.

2 - سہ ماہی منہاج،اسلامی معیشت نمبر،رجب ۱٤۱۲ھ جنوری ۱۹۹۲ء ص: ۲۸۱۔
Seh Mahi Minhaj , Islami Maeeshat Number , Rajab , 1412 H. Jan 1992 , pg 281

(۳)موسمی بے روزگاری:

یہ بے روزگاری موسمی یا طبعی حالات میں حادثاتی تبدیلیوں سے واقع ہوتی ہے مثلاًسیلاب، سخت گرمی، وقت پر بارش نہ ہونا، زیادہ بارش، سخت سردی اور برف باری کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے۔

(٤)عذری بے روزگاری:

اس سے مراد وہ بے روزگاری ہے جو کسی عذر کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے مثلاًنابینا، اپاہج، یا پیر ٹوٹنے جیسے اعذار کی وجہ سے جو بے روزگار ہو جاتے ہیں۔

بے روزگاری کے مضر اثرات:

بے روزگار شخص اپنی کفالت نہیں کر سکتا نہ اس کے پاس زندگی گزارنے کے لیے مناسب رقم ہوتی ہے اگر کوئی رشتہ دار یا پڑوسی اس کو کچھ نہ دے تو کبھی وہ مجبوراً غلط راستہ اختیار کر لیتا ہے۔ بے روزگار شخص وہ ہوتا ہے جو ایمانداری سے محنت کر کے اپنی ضروریات پوری کرنا چاہتا ہے مگر اسے موقع نہیں ملتا، جس کی وجہ سے وہ غربت وافلاس میں گھرا رہتا ہے، معاش کی فکر میں سر گرداں رہنے کی وجہ سے وہ اپنی صحت اور نفسیاتی توازن کھو بیٹھتا ہے اگر وہ گھر میں اہلِ خانہ یا بیوی بچوں کے ساتھ رہتا ہے تو بھی ان پر بوجھ بننے کی وجہ سے ان سے مطابقت نہیں ہوتی اور جھگڑوں تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔

ایسے بے روزگار لوگ جنہوں نے اعلیٰ پیشہ ورانہ تعلیم حاصل کی ہوتی ہے وہ ملک سے باہر چلے جاتے ہیں اور ملک ان کی اعلیٰ صلاحیتوں سے محروم ہو جاتا ہے۔ اور ناخواندہ اور غیر ہنر مند لوگ جب ہر جائز و ناجائز طریقہ اپنا کر بیرون ملک چلے جاتے ہیں تو باہر کے لوگوں پر وہ اپنے ملک کا غلط تاثر قائم کر لیتے ہیں۔ جو بے روزگار لوگ بیرون ملک نہیں جاتے وہ طویل بے روزگاری سے تنگ آ کر یا تو خودکشی کر بیٹھتے ہیں یا جرائم پیشہ لوگوں کے ساتھ ہو لیتے ہیں، یہ لوگ ملک دشمن عناصر کے ساتھ مل کر ملکی امن برباد کرتے ہیں، بعض تعلیم یافتہ بے روزگار افراد اپنے ملک کے تخریبی عناصر کے ایجنٹ بن جاتے ہیں یا دشمن ملکوں کے جاسوس بن کر اپنے وطن کے خلاف کاروائی کرنے لگتے ہیں۔ گدا گرای، سمگلنگ، منشیات کا کاروبار، قمار بازی، اغواکاری، چوری، ڈاکہ زنی، شراب فروشی اور عصمت فروشی جیسے قبیح جرائم کی ایک بڑی وجہ ملک میں بڑھتی ہوئی بے روزگاری ہے۔

بے روزگاری کے اسباب:

اسلام میں بے روزگاری کا علاج ذکر کرنے سے پہلے اس کے اسباب کا جاننا ضروری ہے، تاکہ اسباب معلوم کر کے اس کا علاج کیا جائے۔

(۱)سرمایہ دارانہ نظام معیشت:

سرمایہ دارانہ نظام یورپ میں ایجاد ہوا اور یورپ ہی سے دنیا کے باقی حصوں میں پھیلا، اس کی فطری ارتقاء کے نتیجے میں دولت بتدریج چند ہاتھوں میں سمٹتی گئی اور غریب لوگ نانِ جویں کو ترسنے لگے، نتیجتاً سرمایہ داروں کو سستے مزدور آسانی سے ملنے لگے جس سے سرمایہ داروں کی دولت نے بے تحاشہ ترقی کی لیکن مزدور کی اجرت جوں کی توں رہی، جس سے غریبوں کا استحصال ہونے لگا۔

اہل مغرب نے اس نظام کی خرابیوں کو دور کرنے کی ٹھان لی لیکن تمام تر تغیرات، ترمیمات اور اصلاحات کے بعد بھی ابھی تک اس کے عیوب حسب سابق باقی ہیں، ابھی تک بے روزگاری کا علاج نہیں ہو سکا، بلکہ یہ مستقل طور پر معاشرے کے لیے دردِ سر بنا ہوا ہے۔

اس نظام کی وجہ سے مالدار اور غریب لوگوں میں خلیج بڑھتی گئی، تاآنکہ نوبت بایں جا رسید کہ ایک طرف لاکھوں لوگ ضروریاتِ زندگی کو ترس رہے ہیں، غریب غریب تر ہوتے جا رہے ہیں اور کمزور اور نادار افراد بھوکے مر رہے ہیں، فقراء و مساکین خورد و نوش کی بنیادی ضرورت سے بھی محروم ہیں اور ایک طبقہ عیش و عشرت، فضول خرچیوں اور دولت کی رنگ رلیوں میں مصروف ہے، ایک طبقہ کو اپنی زمینوں، آمدنی اور دولت کا صحیح اندازہ بھی نہیں ہے اور ایک طبقہ ایک وقت کے کھانے کو ترس رہا ہے، ایک طبقہ کے شکاری کتوں کی سہولیات اور علاج پر خطیر رقم خرچ ہو رہی ہے دوسری طرف غرباء و مساکین اور ان کے لختِ جگر مناسب علاج نہ کرا سکنے، ماہر ڈاکٹر کے ساتھ مشورہ نہ کر سکنے اور دوائی کے لیے اخراجات نہ رکھنے کی وجہ سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر رہے ہیں اور ان کا پرسانِ حال نہیں۔

ستم بالائے ستم یہ کہ سرکاری مراعات اور معاشی ترقی کے لیے سرکاری قرضے بھی انہی لوگوں کے لیے ہیں دوسری طرف انہی کے شہر میں بے شمار ایسے خاندان موجود رہتے ہیں جن کے سر چھپانے کے لیے جھونپڑی اور گرمی سے بچاؤ کے لیے سایہ دار جگہ میسر نہیں، شدید گرمی کے دنوں میں جب یہ لوگ سارا دن محنت ومزدوری کر کے اور سرمایہ داروں کی فیکٹریوں اور جاگیرداروں کی زمینوں میں خون پسینہ دے کر جب شام کو تھکے ماندے گھر لوٹتے ہیں تو ان کو برف کی ٹھنڈی مشروبات تو کجا، ٹھنڈا اور صاف پانی بھی میسر نہیں، روکھی سوکھی دال روٹی بھی صحیح مقدار اور مناسب معیار میں دستیاب نہیں، ان کے نونہالوں کی قسمت میں حصول علم کی بجائے بڑوں کے حقّے تازہ کرنا اور زندگی بھر رگڑیں کھا کھا کر اور گالیاں سن سن کر مفت میں خدمت کرنا ہے، کسی شاعر نے کیا ہی خوب طور سے اس مکمل نظام کو ایک شعر میں بیان کر کے سمندر کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔

ہے ادھر بھی آدمی، ہے اُدھر بھی آدمی　　　اس کے جوتے پر چمک، اس کے چہرے پر نہیں۔

سرمایہ دارانہ نظام کا یہ عیب بھی علیٰ حالہ ہے کہ ریاست، معاشرے اور مالدار طبقہ میں سے کوئی بھی اپنے آپ کو ان لاکھوں کروڑوں لوگوں کی کفالت اور دستگیری کا ذمہ دار نہیں سمجھتا کوئی بھی ان کا ہاتھ بٹھانے کے لیے آگے نہیں بڑھتا۔

سرمایہ دارانہ نظام کا یہ ناسور بالذات یا بالواسطہ دنیا کے اکثر ملکوں پر حاوی ہے اس لیے دنیا کے پوری آبادی کی اکثریت فاقہ میں مبتلا ہے، دنیا کی نصف آبادی کے پاس نہ خوراک کے لیے روپیہ ہے، نہ علاج کے لیے دوا کی قیمت۔ کیونکہ سرمایہ دارانہ نظام کی وجہ سے زمین کی مجموعی دولت بقدرِ ضرورت تمام انسانوں کے حصے میں نہیں آئی بلکہ چند مہاجنوں، کارخانہ داروں، جاگیرداروں اور سود خوروں میں بند ہو گئی۔

دولت اجتماعی زندگی کے لیے ایسی ہے جیسے بدن کے لیے خون، اگر بدن سے حاصل شدہ خون ایک عضو میں بند ہو جائے تو باقی اعضاء کی نشو ونما کے لیے کچھ نہیں بچے گا۔ اسی طرح انسانیت بھی ایک واحد وجود کی طرح ہے اور مختلف طبقات مختلف اعضاء ہیں، اگر ایک طبقہ وسائلِ رزق پر قابض ہو جاتا ہے تو باقی طبقات کی محرومی یقینی ہو جاتی ہے[3]۔

خلاصہ یہ کہ بے روزگاری اور غربت اسی نظام کا بویا گیا بیج اور اسی نظام کا المیّہ ہے جب تک اس کے متبادل اسلام کے عادلانہ نظام سے اس کا مداوانہ کیا جائے تو یہ معاشرہ انہی مسائل میں گھرا رہے گا۔

(۲) سودی معیشت:

بے روزگاری اور غربت کا دوسرا اہم سبب سود بھی ہے جو سرمایہ دارانہ نظام کی خشتِ اوّل ہے۔ اخلاقی اور روحانی حیثیت سے دیکھئے تو یہ بات بالکل واضح ہے کہ سود دراصل خود غرضی، بخل، تنگ دلی اور سنگ دلی جیسی صفات کا مجموعہ ہے۔ بادنیٰ تامل یہ بات ہر شخص کے ذہن میں آجاتی ہے کہ جس معاشرے کے افراد ایک دوسرے کے ساتھ خود غرضی کا معاملہ کریں، کوئی شخص اپنے ذاتی غرض اور فائدہ کے بغیر کسی کے کام نہ آئے، ایک آدمی کی حاجت مندی کو دوسرا فرد اپنے لیے نفع مندی کا موقع سمجھے اور اس کا پورا غلط فائدہ اٹھائے، ایسے معاشرے کے افراد میں آپس کی محبت کی بجائے بغض وحسد اور دوریاں نشو ونما پائیں گی۔

معاشی حیثیت سے بھی اگر دیکھا جائے تو سودی قرضے کی دو قسمیں ہیں: ایک وہ قسم جسے مجبور لوگ اپنی ضروریات پورا کرنے کے لیے لیتے ہیں۔ دوسرا وہ قرض جو تجارت، صنعت اور زراعت وغیرہ کے لیے پیشہ ور لوگ لیتے ہیں۔ پہلی قسم کا قرض تو بدیہی طور پر ظلم اور ناانصافی ہے۔ دنیا کا کوئی ملک

3 - خالد محمود ترمذی، بے روزگاری کے مسئلے کا اسلامی حل، ص: ۲۷۴-۲۷۸۔
شمس الحق افغانی، سرمایہ دارانہ واشتراکی نظام کا اسلامی معاشی نظام سے موازنہ، ص: 29-30۔
سہ ماہی منہاج، اسلامی معیشت نمبر، رجب ۱۴۱۲ھ جنوری ۱۹۹۲ء
Khalid Mehmood Tirmzi,be rozgari k masly k Isami hal,Pg 278-27 A/H
Molana Shams ul Haq Afghani, Sarmayadarna w Ishtraqi Nizam ka Islami Muashi Nizam se mawazina Pg 29-30
sehmahi Minhaj,Islami Maeshiat No,Rajab 12 AH Jan,1992 AH

ایسا نہیں ہے جس میں مہاجن افراد اور ادارے اس سود کے ذریعے ملک کے لاچار، غریب اور مجبور لوگوں کا خون نہ چوس رہے ہوں۔اس قسم کا قرض ان کے لیے وبالِ جان بن جاتاہے جس کی ادائیگی کے لیے وہ دوسرا تیسرا قرض لیتے جاتے ہیں اصل رقم سے کئی گنازیادہ سود ادا کرنے پر بھی اصل رقم اسی طرح موجود رہتی ہے اس غریب مزدور کی محنت کا ثمرہ مہاجن افراد لے جاتے ہیں اور اس کے پاس اپنااور اپنے بچوں کا پیٹ پالنے کے لیے کافی روپیہ بھی نہیں بچتا۔ دھیرے دھیرے یہ چیز ان کارکنوں کی کام سے دل لگی کو فنا کر دیتی ہے کیونکہ ان کی محنت کا پھل جب دوسروں کو ملتاہے توان کی کام سے دلچسپی ختم ہو جاتی ہے اور غریب لوگ احساسِ کمتری کا شکار ہو جاتے ہیں۔

اس قرض کی کرشمہ سازی یہ ہے کہ چند افراد لاکھوں افراد کا خون چوس چوس کر موٹے تازے ہوتے چلے جاتے ہیں لیکن لاچار لوگ ان کے پنجہ استبداد کے تحت روز بروز مجبوری میں مزید دھنستے چلے جاتے ہیں۔(4)

عالمی طاقتوں نے اسلامی حکومتوں کو جکڑنے کا یہ منصوبہ بنایا کہ ان کو سودی قرضوں کے بوجھ تلے گھیر لیا، چنانچہ عالمی بنک قائم ہوئے اور بھاری شرح سود پر حکومتوں کو قرضہ دینے لگے جس سے حکومتوں کا انحصار سودی قرضوں پر بہت بڑھ گیا۔ حکومت جو قرضے ان بنکوں سے لیتی ہے، ان کا سود بھی اس حکومت کے شہری ادا کرتے ہیں۔ حکومت مجبور ہوتی ہے کہ مختلف محاصل میں اضافہ کر کے ان قرضوں کو بمع سود ادا کرے اسی طرح ہر فرد گویا ان عالمی بینکوں کو قرضہ دینے میں شریک ہے۔

(۳) اجارہ داری:

سرمایہ دارانہ نظامِ معیشت کی دوسری بنیاد اور غربت وبے روزگاری کی تیسری بڑی وجہ اجارہ داری ہے جس کے نتیجے میں میں چھوٹے کاروباری ادارے ختم ہو جاتے ہیں یا پھر سب مل کر دوسروں کا مقابلہ کرنے کے لیے بڑے بڑے کاروباری ادارے قائم کر لیتے ہیں اس سے اجارہ داری شروع ہو جاتی ہے۔ اجارہ دار کو یہ گوارا نہیں ہوتا کہ کوئی دوسرا بھی بازار میں اس جیسا مال لائے یا اس جیسی مصنوعات تیار کرے۔اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ پورے بازار پر اس کا قبضہ ہو تا کہ وہ لوگوں سے من مانی قیمت وصول کر سکے اور نتیجتاً لوگوں کو ہر طرح کی تنگی اور شدت سے دوچار کر کے ان کا جینا دوبھر کر دے، وہ دوسروں کے لیے اس بات کے مواقع ختم کر دیتا ہے کہ وہ بھی اس کی طرح روزی کما سکیں۔

(٤) جنگ وجدل:

غربت اور بے روزگاری کی چوتھی وجہ جنگ وجدل ہے چنانچہ جنگ عظیم دوم کے نتیجے میں صرف امریکا میں چالیس لاکھ افراد بے روزگار ہوئے۔[5] اسی طرح افغان جنگ اور عراق جنگ کے نتیجے میں لاکھوں افراد بے روزگار ہوئے۔ زمانہ جنگ میں خوف ودہشت کے مارے نہ تو کوئی مزدوری کر سکتا ہے اور نہ سرمایہ کاری کر سکتا ہے، اور جو اس جنگ کی بھینٹ چڑھ کر مر جاتا ہے اس کے زیرِ کفالت افراد بے روزگاری اور غربت کی لکیر کے نیچے آجاتے ہیں جس سے غربت بڑھتی ہے۔

(٥) ہجرت اور ترک وطن:

بے روزگاری اور غربت کی ایک وجہ ہجرت اور ترکِ وطن بھی ہے۔اسلام کے شروع میں ہجرتِ حبشہ ومدینہ کے نتیجے میں بھی صحابہ بے روزگار ہوئے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے حل کے لیے فوری اقدام کیا۔اسی طرح روس کے ساتھ جنگ کے نتیجے میں لاکھوں افغان بھائی، پاکستان اور ایران کی طرف ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے، عراق کی جنگ کی وجہ سے لاکھوں عراقی دیگر عرب ممالک کی طرف ہجرت کر گئے، اپنے وطن، کاروبار

---

4 -ابوالاعلی مودودی، معاشیاتِ اسلام، بابِ ہفتم، مسئلہ سود، ص ۲٦۷-۲٦۹۔

Abual Ali Moododi,Muashiat Islam,bab seven Musalna Sood,Pg 269-267

5 -سہ ماہی منہاج، جنوری ۱۹۹۲ء، ص: ۲۸۳۔

Sehmahi Minhaj, Jan,1992 AH Pg 283

اور زمینوں سے دوری کی وجہ سے لوگ بے روزگار بن گئے۔ قیامِ پاکستان کے نتیجے میں بھی جن مسلمانوں نے پاکستان کی طرف ہجرت کی ان کو بھی بے روزگاری اور غربت کے مسئلے نے آگھیرا تھا۔

غربت کے اسباب:

گذشتہ سطور میں بے روزگاری کے جن کا اسباب کا ذکر گزر چکا، وہ غربت کے بھی اسباب ہیں، ذیل میں غربت کی چند مزید اسباب کا بھی ذکر کیا جارہا ہے۔

یہ بھی واضح رہے کہ معاشیین نے یوں تو غربت کے بہت سے اسباب ذکر کیے ہیں لیکن یہاں صرف ان اسباب کو ذکر کیا جارہا ہے جن کا ازالہ حکومت کے بس میں ہے۔ اور جن اسباب کا ازالہ حکومت کی دسترس میں نہیں جیسے قدرتی وسائل کی کمی، ان سے بحث مقصود نہیں۔ البتہ قدرتی وسائل کا کھوج لگانا اور معدنیات معلوم کر کے ان کو نکالنا بہرحال حکومت کی ذمہ داری ہے۔

(۱) غیر مساوی تقسیم دولت:

روزِ اوّل سے یہ معمول چلا آرہا ہے کہ تمام لوگ درجاتِ معیشت میں یکساں نہیں ہوتے بلکہ بعض غریب اور بعض مالدار ہوتے ہیں اگر یہ تفاوت نہ ہو تو نظامِ زندگی میں بگاڑ آجائے۔ لیکن مالداروں کو مال دے کر اس طرح آزاد نہیں چھوڑا گیا ہے کہ وہ دولت کو بس اپنے ہی پاس رہنے دیں اور غریبوں کو اس میں شریک نہ کریں۔ کنز العمال میں بحوالہ ابن النجار روایت ہے:

"أوحی اللہ إلی موسی بن عمران... ما أجاب الفقراء إلی الأغنیاء أن خزائنی ضاقت عنھم وأن رحمتی لم تسعھم، ولکنی فرضت للفقراء في مال الأغنیاء ما یسعھم، أردت أن أبلو الأغنیاء کیف مسارعتھم فیما فرضت للفقراء في أموالھم، یا موسی، إن فعلوا ذلک أتممت علیھم نعمتي وأضعفت لھم في الدنیا للواحد عشرۃ أمثالھا، یا موسی، کن للفقیر کنزا، وللضعیف حصنا، وللمستجیر غیثا، أکن لک في الشدۃ صاحبا وفي الوحدۃ أنیسا وأکلأک في لیلک ونھارک(6)".

یعنی اللہ تعالیٰ نے موسی بن عمران علیہ السلام کی طرف وحی نازل فرمائی، فرمایا اے موسیٰ! میں نے فقیروں اور غریبوں کو اس لیے مجبور نہیں کیا کہ میرا خزانہ ان کے لیے تنگ ہے اور میری رحمت میں ان کے لیے گنجائش نہیں ہے، بلکہ یہ تقسیم اس لیے ہے کہ میں نے مالداروں کے مال میں غرباء کے لیے اتنا حصہ مقرر کیا ہے جو ان کے لیے کافی ہو۔ میں نے ارادہ کیا کہ مالداروں کی آزمائش کروں کہ میں نے ان کے مال میں غریبوں کا جو حصہ مقرر کیا ہے اس بارے میں ان کی روِش کیسی ہے؟ اے موسیٰ! اگر وہ یہ ذمہ داری پوری کر دیں تو میں ان پر اپنی نعمت تمام کر دوں گا اور دنیا میں ان کو چند در چند بدلہ دے دوں گا ایک کے بدلے میں دس گنا۔ اے موسیٰ! غریبوں کے لیے خزانہ بن کر رہو، کمزور کے لیے قلعہ بن کر رہو اور پناہ چاہنے والوں کے لیے پناہ دینے والا بنو میں سختی میں تمہارا ساتھی اور تنہائی میں تمہارا رفیق رہوں گا اور دن رات تمہاری حفاظت کروں گا۔

اسلام چونکہ دینِ فطرت ہے جو اپنے قوانین میں کہیں بھی فطری چیزوں کو مٹانا نہیں چاہتا، معیشت میں تفاوت بھی ایک فطری چیز ہے جو بعض تکوینی مصالح پر مبنی ہے، ارشادِ خداوندی ہے:

"وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ"(7)

ترجمہ: (اور اللہ وہی ذات ہے جس نے) تم میں سے کچھ لوگوں کو دوسروں سے درجات میں بلندی عطا کی، تاکہ اس نے تمہیں جو نعمتیں دی ہیں ان میں تمہیں آزمائے۔

---

6 - کنز العمال، رقم الحدیث: 16664، رقم: 487/6.

Kinz ul amal,raqam Al hadees 16664,rqam;587/6

7 - القرآن 165:6

Al-Quran 6: 165

اسی طرح ارشاد ہے:

"نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا"(8)

ترجمہ: ہم نے دنیوی زندگی میں ان کی روزی کے ذرائع ان کے درمیان تقسیم کر رکھے ہیں اور ہم نے ان میں سے ایک کو دوسرے پر درجات میں فوقیّت دی ہے تاکہ وہ ایک دوسرے سے کام لے سکیں۔

ان آیات میں تکوینی فرقِ مراتب مراد ہے کہ کوئی تندرست ہے کوئی بیمار، قوی و کمزور، حاکم و محکوم اور امیر و غریب وغیرہ اور اس فرق کی علّت بھی بتادی کہ اس سے مقصود انسانوں کی آزمائش ہے کہ زیادہ نعمتوں والا کہاں تک اس کو مالک کی مرضی کے مطابق استعمال کرتا ہے اور غریب آدمی کہاں تک صبر و شکر اور قناعت سے کام لیتا ہے اور حسد سے بچار ہتا ہے۔

درجات معیشت میں فرق کی گنجائش تو اسلام میں ہے اور یہ ایک تکوینی امر ہے مگر حقِ معیشت میں تفاوت کی گنجائش نہیں۔ اسلام درجاتِ معیشت میں بھی تفاوت کو ایک مناسب اعتدال پر قائم رکھنا چاہتا ہے اور اس کو بڑھنے سے روکتا ہے تاکہ یہ تفاوت بڑھ کر ناخوش گوار واقعات کا باعث نہ بنے۔ اس کو اعتدال پر رکھنے کے لیے اللہ تعالی نے خلیفہ کو بہت اختیارات دیے ہیں جن کو بروئے کار لا کر وہ اس مساوات کو قائم رکھے گا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے جب معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجنا چاہا تو ایک ذمہ داری یہ بھی بتلائی:

"فأخبرهم أن الله قد فرض عليهم صدقة تؤخذ من أغنيائهم فترد على فقرائهم(9)".

ترجمہ: پس ان کو بتلادو کہ اللہ تعالی نے ان پر صدقہ فرض کیا ہے جو ان کے مالداروں سے لے کر انہی کے فقراء میں تقسیم کیا جائے گا۔

اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بعد کے خلیفہ کو وصیت کرتے ہوئے کہا:

"وأوصيه بالأعراب خيرا؛ فإنهم أصل العرب ومادة الإسلام، أن يؤخذ من حواشي أموالهم ويرد على فقرائهم(10)".

یعنی میں اسے اعراب کے ساتھ بھلائی کی وصیت کرتا ہوں اس لیے کہ وہ عرب کی اصل اور اسلام کے لیے مدد کا ذریعہ ہیں کہ ان کی درمیانی اموال میں سے لے کر ان کے فقراء کو دیا جائے گا۔

اسلام حقِّ معیشت میں انصاف، مواسات، ہمدردی اور غم خواری کی تعلیم دیتا ہے، اسلام اس طرزِ عمل کا مخالف ہے کہ کچھ لوگ تو عیش و عشرت کی زندگی گزاریں اور بعض کی مفلسی اس قدر بڑھ جائے کہ ان کو کپڑے تک میسر نہ ہوں۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قبیلہ مضر کے کچھ لوگ اس حالت میں تشریف لائے کہ ننگے پاؤں، ننگے جسم، دھاری دار چادریں پہنے ہوئے اور تلواریں لٹکائے ہوئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ ان کی خستہ حالی دیکھ کر متغیر ہو گیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ عنہ سے آذان کرواکے نماز پڑھائی اور پھر صحابہ کرام کو اپنے بھائیوں کی مدد کی ترغیب دی کہ جس کے پاس جو کچھ بھی ہو اس میں سے صدقہ کر دے، بس اتنا سننا تھا کہ صحابہ کرام دوڑ پڑے اور تھوڑی دیر میں خوراک اور کپڑوں کے دو ڈھیر جمع ہو گئے راوی فرماتے ہیں:

"رأيت وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم يتهلل كأنه مذهبة(11)".

کہ فقراء کی ضرورت کو پورا ہوتے اور صحابہ کرام کے اس جذبہ اخوّت کو دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ خوشی سے یوں کھل اُٹھا کہ گویا وہ سونے کا ایک ٹکڑا ہے۔

---

8 - القرآن43 : 32

Al-Quran 32:43

9 - صحیح البخاري، کتاب الزكاة، باب أخذ الصدقة من الأغنياء، ص:202/1.

Sahih Bukhari , Kitab ul Zakah , Bab Akhaz ul Sadaqat Man ul Aghniyah , pg 1/202

10 - صحیح البخاري، کتاب المناقب، باب قصة البيعة والاتفاق على عثمان، ص:524/1.

Sahih Bukhari Kitab Almanaqib , Bab Qisat Al-bait w Itfiq Ali Usman pg 524 . 1

11 - صحیح مسلم، کتاب الزكاة، باب الحث على الصدقة، ص:227/1.

Sahih Bukhari , Kitab ul Zakah , Bab Akhaz ul Sadaqat Man ul Aghniyah , pg 1/227

اسلام امیری اور غربت کے طبقاتی احساس کو ختم کر کے اخوت، ہمدردی، خیر خواہی اور غمخواری کا ماحول پیدا کرتا ہے۔ اسلام ایسے انسانی معاشرے کا خواہاں ہے، جس میں امراء اور غرباء میں باہمی تعاون اور ہمدردی کی ایسی فضاء قائم رہے کہ غریب کو اپنی غربت کا احساس نہ ہونے پائے اور اس کی جملہ ضروریات باحسن طریقہ پوری ہوتی رہیں اور ان کے دل میں امراء کے خلاف آتشِ حسد نہ بھڑکے اور معاشرے کے افراد محبت، اطمینان اور سکون سے زندگی گزاریں۔

اس سلسلے میں حکومت کی ذمہ داری بنتی ہے کہ خلافت راشدہ کی تقلید کرتے ہوئے زکوٰۃ و عشور اور صدقات کا انتظام سنبھالے، اس کے لیے دیانتدار عملہ متعین کرے اور صحیح طریقے سے اس کی تقسیم کریں تاکہ ہر غریب اور مستحق کو اس کا یہ حق آسانی سے ملے۔ سابق صدرِ پاکستان جنرل ضیاء الحق نے زکوٰۃ کی وصولی کا قانون اگرچہ لاگو کیا تھا مگر اس کے نتیجے میں صرف بنک اکاؤنٹس میں موجود رقم سے زکوٰۃ وصول کی جاتی ہے جب کہ مالداروں کے پاس موجود دیگر اموالِ تجارت اور دیگر نقدی بغیر زکوٰۃ دیے رہ جاتی ہے۔ اسی طرح فصلوں کے عشر کی وصولی کا بھی کوئی انتظام نہیں ہے اور بعض لوگ زکوٰۃ کی کٹوتی کے ایام آنے سے قبل ہی رقم نکال لیتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی صورتحال کی طرف ان پندرہ گناہوں میں اشارہ کیا ہے:

"اِذا فعلت اُمتي خمس عشرۃ خصلۃ حل بها البلاء"

یعنی جب میری امت پندرہ گناہ شروع کر دے گی تو عذاب ان کا مقدّر ٹھہرے گی۔ اور ان پندرہ خصلتوں میں سے ایک سے ایک یہ ذکر کی:

"والزكاة مغرما(12)".

یعنی زکوٰۃ کو باعث تاوان سمجھا جانے لگے۔

اس لیے حکومت اس بات کی ذمہ دار ہے کہ وہ اس کے لیے ایسا نظام بنادے کہ ہر کوئی زکوٰۃ دے اور کوئی بھی بچ کر نہ نکل سکے اور نہ دینے والوں کے خلاف تأدیبی کاروائی کرے۔

اس حکم کی اسلام نے اس حد تک تاکید کی ہے کہ اگر کوئی زکوٰۃ دینے سے انکار کرے تو ان کے خلاف جہاد بھی کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب فتنوں نے سر اٹھایا اور بعض لوگ زکوٰۃ کا انکار کر بیٹھے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان کے خلاف جہاد کا اعلان کیا اور فرمایا:

"والله لو منعوني عقالاً كانوا يؤدونه إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم لقاتلتهم على ذلك(13)".

ترجمہ: اللہ کی قسم! اگر انہوں نے مجھ سے معمولی رسی بھی روک لی جو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا کرتے تھے تو میں اس پر بھی ان سے لڑوں گا۔

(۲) پست استعدادِ کار:

غربت کا دوسرا سبب پست استعدادِ کار ہے۔ ترقی پذیر ممالک کے لوگ زیادہ تر ناخواندہ، قدامت پرست، غیر ہنرمند اور تساہل پسند ہوتے ہیں اس لیے ان کے استعدادِ کار کا معیار بہت گھٹیا اور پست ہوتا ہے جس کی وجہ سے ملکی وسائل کا بھرپور استعمال نہیں ہوتا جس سے غربت بڑھتی جاتی ہے۔ اس ضمن میں حکومت کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ لوگوں میں تعلیم عام کرے، تعلیم کو سہل الحصول بنائے، عوام کو ہنر سکھانے کا بندوبست کرے۔ اسلام بھی لوگوں کے بے کار بیٹھنے اور دوسروں کی آمدنی پر نظر رکھنے کو ناپسند کرتا ہے اور خود اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھانے کی ترغیب دیتا ہے۔ امام محمد نے "کتاب الکسب" کی ابتداء میں کسب معاش کے فضائل بیان کیے ہیں، جن میں سے چند کو ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے:

---

12 - سنن الترمذي، كتاب الفتن، ص:44/2.

Sann Al tirmzi kitab al fitan,pg; 44/2

13 - صحيح البخاري، كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب الاقتداء بسنن رسول الله صلى الله عليه وسلم، ص:1082/2.

Sahih Bukhari , Kitab ul Aitisam Bil kitab w Sunat , Bab Aktida Besinan Rasool llilah (S.A,W.W) , pg 2/1082

ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے:

"طلب كسب الحلال فريضة بعد الفريضة (14)".

ترجمہ: دیگر فرائض کے بعد حصولِ رزقِ حلال بھی ایک فریضہ ہے۔

اسی طرح ایک اور حدیث میں وارد ہے:

"اطلبوا الرزق من خبايا الأرض(15)".

ترجمہ: زمین کی پنہائیوں میں رزق تلاش کرو۔

اسی طرح ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے مصافحہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے ہاتھ میں درشتگی محسوس ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں پوچھا، سعد رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنے کے لیے اپنے باغ میں کدال اور پھاوڑے مارتا ہوں، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے دونوں ہاتھ چومے اور فرمایا:

"كفان يحبها الله(16)".

کہ یہ ہاتھ اللہ تعالی کو بہت پیارے ہیں۔

اور اسی فضیلت کے اظہار کے لیے اللہ تعالی نے سورہ مزمل کی آخری آیت میں تجارت کرنے والوں کو جہاد کرنے والوں پر مقدم کیا ہے:

﴿وَآخَرُونَ يَضْرِبُونَ فِي الْأَرْضِ يَبْتَغُونَ مِنْ فَضْلِ اللهِ وَآخَرُونَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ﴾(17)

ترجمہ: (اللہ کو علم ہے کہ) تم میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو اللہ کا فضل تلاش کرنے کے لیے زمین میں سفر کر رہے ہوں گے، اور کچھ ایسے ہیں جو اللہ کی راہ میں جہاد کر رہے ہوں گے۔

اور اسی آیت سے استدلال کرتے ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کسبِ معاش کے درجے کو درجہ جہاد پر مقدم رکھتے تھے۔ امام محمد ان کے قول کو نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وقد كان عمر بن الخطاب يقدّم درجة الكسب على درجة الجهاد(18)".

اسی طرح صحیح بخاری میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد منقول ہے:

"ما أكل أحد طعاماً قط خيراً من أن يأكل من عمل يده، وإن نبي الله داود عليه السلام كان يأكل من عمل يده(19)".

---

14 - السنن الکبری، کتاب الاجارۃ، باب کسب الرجل وعملہ بیدہ، رقم الحدیث:12030، ص: 128/6.
AlSinan Kubra , Kitab ul Ajara ,Bab Kasab Al Rajal wa Alamah Beyadeh ,Raqam Hadis ,12030 , pg 128/6

15 -شعب الایمان، التوکل باللہ عزوجل، رقم الحدیث:1233، ص: 78/2.
Shoaib Ul Iman , Altawakul Billahe Azwajal, Raqam ul Hadis : 1233 , pg 78/2

16 -الامام محمد بن الحسن الشیبانی، کتاب الکسب، الکسب حکمہ وفضلہ، ص:72.
Al-Imam Muhammad Bin AlHassan Alshedani , Kitab ul Kasab , Al-kasab Hikmah wa Fazlaw ,pg 72

17 - القرآن 20 : 73
Al-Quran 73 : 20

18 -الامام محمد بن الحسن الشیبانی، کتاب الکسب، ص: 72.
Al-Imam Muhammad Bin AlHassan Alshedani . pg 72

19 - صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب کسب الرجل وعملہ بیدہ، ص: 278/1.
Sahih Bukhari , Kita bul Boyooa , Bab Kasab Al rajal wa Alamaha Biyadiha , pg 278/1

یعنی آدمی کے لیے سب سے بہتر کھانا اس کے اپنے ہاتھ کا کمایا ہوا ہے، اور اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام بھی اپنے ہاتھ کا کمایا ہوا کھاتے تھے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

"لأن يحتطب أحدكم حزمة على ظهره خير له من أن يسأل أحداً فيعطيه أو يمنعه(20)".

یعنی آدمی اپنے پیٹھ پر لکڑیوں کی گٹھڑی لا کر بیچتا رہے یہ اس کے لیے اس سے بہتر ہے کہ کسی سے سوال کرے پھر وہ اسے کچھ دے یا نہ دے۔

اور زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح حدیث مروی ہے:

"لأن يأخذ أحدكم أحبله خير له من أن يسأل الناس(21)".

چنانچہ اپنے ہاتھ سے کمانا یہ انبیاء کا شیوہ ہے، امام محمد نے مختلف انبیاء اور ان کے ذرائع معاش ذکر کیے ہیں کہ نوح علیہ السلام ترکھان تھے، ادریس علیہ السلام درزی تھے، ابراہیم علیہ السلام کپڑے کی تجارت کرتے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے:

"عليكم بالبز فإن أباكم كان بزازاً يعني الخليل عليه السلام".

ترجمہ: کپڑے کی تجارت اختیار کر لو اس لیے کہ تمھارے باپ ابراہیم علیہ السلام بھی یہی تجارت کیا کرتے تھے۔

اسی طرح حضرت داؤد علیہ السلام زرہیں بنایا کرتے تھے، حضرت زکریا علیہ السلام ترکھان تھے۔(22)

ان احادیث سے یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ کسبِ معاش کے بغیر فارغ بیٹھا رہنا اسلام کی نظر میں پسندیدہ نہیں ہے۔ بلکہ اسلام خود اکتسابی کی ترغیب دیتا ہے سستی کا مخالف ہے۔ اس لیے حکومت کی یہ ذمہ داری ہے کہ لوگوں کو بے کار نہ رہنے دے اور لوگوں میں خود اکتسابی کا شعور اجاگر کرے۔

(۳) ناقص منصوبہ بندی:

غربت کی تیسری وجہ حکومت کی ناقص منصوبہ بندی ہے جس کی وجہ سے ملکی وسائل کے بجائے غیر ملکی وسائل پر بھروسہ کیا جاتا ہے، خام مال برآمد کر کے مصنوعات درآمد کی جاتی ہے جس سے قومی ترقی رک جاتی ہے، فی کس آمدنی کم ہو جاتی ہے اور غربت کی شرح بڑھتی چلی جاتی ہے۔ اسلام خود انحصاری کی ترغیب دیتا ہے اس لیے ممکنہ حد تک بیرونی مصنوعات کی بجائے ملکی مصنوعات کو فروغ دینا چاہیے، عوام میں شعور اجاگر کرنا چاہیے کہ وہ ملٹی نیشنل کمپنیوں کی مصنوعات کے بجائے ملکی مصنوعات استعمال کریں۔ اسی طرح حکومت اس کے لیے طویل المیعاد پایہ دار منصوبہ بندی کرے اور پھر اس پر عمل درآمد بھی یقینی بنائے۔

(٤) مالداروں کی غفلت:

غربت کی ایک اور اہم ترین وجہ یہ ہے کہ معاشرے میں توازن برقرار رکھنے کے لیے اسلام نے صاحب ثروت لوگوں پر بہت ساری ذمہ داریاں عائد کی ہیں جن سے اگر مالدار دیانت داری سے عہدہ برآ ہوں تو غربت کا یہ مسئلہ حل ہو جائے۔ لیکن حکومت کی غفلت اور صاحب استطاعت کی ہوسِ زر کے باعث مالدار لوگ اپنی ذمہ داریاں پوری نہیں کرتے جس سے یہ مسئلہ حل ہونے کا نام نہیں لے رہا۔ غربت کی اسی سبب کو صراحت کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

20 - المرجع السابق.

Ibid

21 - المرجع السابق.

Ibid

22 - کتاب الکسب، ص: 76.

Kitab Ul Kasab , pg 76

"إن الله فرض على أغنياء المسلمين في أموالهم بقدر الذي يسع فقراءهم ولن تجهد الفقراء إذا جاعوا وعروا إلا بما يصنع أغنياءهم، ألا وإن الله يحاسبهم حساباً شديداً ثم يعذبهم عذاباً أليماً(23)".

ترجمہ: اللہ تعالی نے مسلمان اغنیاء کے مالوں میں اتنی مقدار فرض کر دی ہے جس سے ان کے حاجت مندوں کی ضروریات پوری ہوتی ہوں۔اور فقراء کبھی بھی بھوکے یا ننگے ہو کر مشقت میں نہیں پڑتے مگر ان اغنیاء کے کردہ جرائم کی وجہ سے۔ خبردار! اللہ تعالی ان سے سخت حساب لے گا اور ان کو دردناک عذاب دے گا۔

اس لیے حکومت کی ذمہ داری ہے کہ واجبی حقوق خود مالداروں سے وصول کرے اور ان میں نفلی صدقات اور غریبوں کی کفالت کا شعور اجاگر کرے۔

(۵) دولت کا بے جا خرچ:

غربت کی ایک وجہ بے جا خرچ بھی ہے، مالدار لوگ شادی بیاہ، غمی، خوشی اور سماجی رسومات پر بے تحاشہ دولت خرچ کر دیتے ہیں حالانکہ یہ رقم غریبوں کی فلاح وبہبود پر اگر صرف کی جائے اور کفایت شعاری سے کام لیا جائے تو اس سے غربت میں بہت حد تک کمی واقع ہو سکتی ہے۔اللہ تعالی نے مالداروں کو مال کے خرچ کرنے میں آزاد نہیں چھوڑا، بلکہ ضرورت کے وقت خرچ نہ کرنے یعنی "تقتیر" سے بھی منع کیا ہے اور صحیح جگہ پر زیادہ خرچ کرنے یعنی "اسراف" سے بھی منع کیا ہے اور بالکل غلط جگہ خرچ کرنے سے بھی ممانعت فرما کر مال کو حدود و قیود کے اندر بند کر دیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"وَآتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ وَلَا تُسْرِفُوا"(24)

ترجمہ: اور فصل کی کٹائی کے دن اللہ کا حق ادا کیا کرو، اور فضول خرچی نہ کرو۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خرچ کرنے میں میانہ روی کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا:

"الاقتصاد في النفقة نصف المعيشة(25)".

یعنی خرچ کرنے میں میانہ روی سے کام لینا آدھی معیشت ہے۔

اسی طرح مالداروں کے علاوہ سرکاری لوگ بھی غیر ضروری کاموں میں بہت زیادہ خرچ کرتے ہیں، اشیائے ضروریہ سے زیادہ مال اشیائے تعیّش پر خرچ ہوتا ہے بااقتدار طبقہ عوام کے اس جمع کردہ ٹیکس کو جو ان کے خون پسینہ سے سینچا گیا ہوتا ہے اس کو مالِ مفت، دلِ بے رحم کا مصداق بنا کر اپنی شہ خرچیوں کی نذر کر دیتے ہیں۔ اسلام اس بات کی قطعاً اجازت نہیں دیتا کہ عوام تو بھوکے مریں اور حکمران طبقہ ان کی زخموں پر نمک چھڑک کر اپنی عیش پرستیوں اور رنگ رلیوں میں مصروف رہیں۔اسلام حکمرانوں کو کفایت شعاری کی ترغیب دیتا ہے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجود دونوں جہانوں کے سردار ہونے کے اختیاری فقر کو ترجیح دی اور باوجود یہ کہ مکہ کے پہاڑ آپ کے لیے سونے کے بنائے جا سکتے تھے، مالداری پر فقر کو ترجیح دی اور دعا کی:

"اللهم أحيني مسكيناً وأمتني مسكيناً واحشرني في زمرة المساكين(26)".

ترجمہ: اے اللہ مجھے مسکین بن کر جینا اور مرنا نصیب کر دے اور قیامت کے دن میرا حشر مسکینوں کے زمرے میں کر دے۔

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی درونِ خانہ زندگی کی ایک جھلک ان احادیث میں دیکھی جا سکتی ہے۔

---

23 -المعجم الصغير للطبراني، ص: 162/1.
Almujam , Al Sagheer Altibrani , pg 162/1

24 -القرآن 6: 147
Al-Quran 6: 147

25 - شعب الإيمان، باب الاقتصاد في النفقة، رقم الحديث: 6568، ص: 255/5.
Shoaib Ul Iman , Bab ul Iqtisad Fil Fiqh, Raqam ul Hadis : 6568 , pg 225/5

26 - سنن الترمذي، كتاب الزهد، باب: إن فقراء المهاجرين يدخلون الجنة قبل أغنيائهم، ص: 60/2.
Sanan Al Tirmizi,kitab alzahd bab;in fiqara al muhajreen badkhaloon aljanat qabal ainyatihm pg 60/2

1- عن عائشة، قالت: كان فراش رسول الله صلى الله عليه وسلم من أدم وحشوه من ليف.
2- وعنها، قالت: ما شبع آل محمد صلى الله عليه وسلم منذ قدم المدينة من طعام بر ثلاث ليال تباعا.
3- وعنها، قالت: كان يأتي علينا الشهر ما نوقد فيه ناراً إنما هو التمر والماء إلا أن نؤتى باللحيم.
4- عن عروة، عن عائشة رضي الله عنها أنها قالت لعروة: ابن أختي، إن كنا لننظر إلى الهلال ثلاثة أهلة وما أوقدت في أبيات رسول الله صلى الله عليه وسلم نار، فقلت: ما كان يعيشكم؟، قالت: الأسودان، التمر والماء، إلا أنه قد كان لرسول الله صلى الله عليه وسلم جيران من الأنصار كان لهم منائح وكانوا يمنحون لرسول الله صلى الله عليه وسلم فيسقيناه.
5- عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "اللهم ارزق آل محمد قوتاً(27)".

ان احادیث کا حاصل یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر چمڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی ہوتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد تین دن مسلسل کبھی بھی گندم کی روٹی نہیں کھائی، کبھی ایک ماہ تک اور کبھی تین ماہ تک آپ کے گھر چولھا نہیں جلتا تھا، آپ کھجور اور پانی سے گزارہ کیا کرتے تھے اِلّا یہ کہ کہیں سے دودھ یا گوشت آجاتا۔ بلکہ آپ نے خود اپنے اہل وعیال کے لیے رزق کی تنگی کی دعا کی۔

(٦) کرپشن اور بددیانتی:

غربت کا ایک اور اہم سبب سرکاری سطح پر کرپشن اور بددیانتی ہے ہر مقتدر فرد اپنے ادارے اور محکمے میں جب بددیانتی سے کام لینا شروع کردے اور عوام کے مال کو شیرِ مادر سمجھے تو پھر غربت جنم لیتی ہے۔

پاکستان بھی بدقسمتی سے اس صورتحال سے دوچار ہے، ہر محکمے میں رشوت ستانی کا دور دورہ ہے جس سے عوام کی مایوسی اور غربت میں مزید اضافہ ہورہا ہے۔ قرآن کریم میں اس صورت حال سے بچنے کے لیے ارشاد ہوا:

"وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ"(28)

ترجمہ: اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق طریقوں سے نہ کھاؤ، اور نہ ان کا مقدّمہ حاکموں کے پاس اس غرض سے لے جاؤ کہ لوگوں کے مال کا کوئی حصّہ جانتے بوجھتے ہڑپ کرنے کا گناہ کرو۔

دوسری جگہ ارشاد ہوا:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ"(29)

اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لعنة الله على الراشي والمرتشي(30)".

ترجمہ: رشوت دینے والے اور لینے والے دونوں پر اللہ کی لعنت ہے۔

اسی طرح حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"بعثني رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى اليمن، فلما سرت أرسل في إثري، فرددت، فقال: أتدري لم بعثت إليك؟، لا تصيبن شيئا بغير إذني؛ فإنه غلول، ومن يغلل يأت بما غل يوم القيامة، لهذا دعوتك، فامض لعملك(31)".

---

27 - صحیح البخاري، کتاب الرقاق، باب کیف کان عیش النبي صلی اللہ علیہ وسلم، ص: 956/2.
Sahih Bukhari , Kitab ul Ruqaq, Bab Kef Kana esh unabi (S.A.W.W) pg 956/2

28 - القرآن 188:2
Al-Quran 2: 188

29 - القرآن 4 : 29
Al-Quran 4 : 29

30 - سنن ابن ماجة، کتاب الأحکام، باب التغلیظ في الحیف والرشوة، ص: 167.
Sinan Ibne Maja , Kitab ul Ihkam , Bab Ul Tagleez fe Ul Hef , pg 167

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن بھیجا، جب میں روانہ ہوا تو آپ نے مجھے دوبارہ بلوایا، اور پوچھا: کیا تمہیں علم ہے کہ میں نے آپ کو کیوں بلایا؟ پھر فرمایا: کہ میری اجازت کے بغیر کوئی بھی اجتماعی چیز مت لینا، اس لیے کہ یہ خیانت ہے اور جو خیانت کرے وہ اس چیز کو قیامت کے دن لیتا آئے گا، پھر فرمایا: اس لیے میں نے آپ کو بلایا تھا اب اپنی مہم پر روانہ ہو جاؤ۔

اس سلسلے میں حکومت کو چاہیے کہ وہ محکمہ احتساب کا قیام عمل میں لائے اور اس کو فعال بنائے اور ہر صاحبِ اقتدار کی دیکھ بھال کرے اور عوام کے مال کو ان سے بچائیں۔ اسی طرح غربت اور بے روزگاری کے خاتمہ کے لیے مندرجہ بالا اسباب کا خاتمہ یقینی بنائے، اور اسلامی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے اس کا مستقل علاج کرے۔

بے روزگاری اور غربت کا اسلامی حل:

بے روزگاری اور غربت کے مسئلے کو حل کرنے کے لیے اسلام نے اس بات پر زور دیا ہے کہ دولت چند ہاتھوں میں سمٹ کر نہ رہے بلکہ لوگوں کے درمیان گردش کرتی رہے، اس سلسلے میں اسلام نے بہت سے احکام اور عملی اقدامات صادر کیے ہیں جن سے اس مسئلے پر قابو پایا جاسکتا ہے، جن میں چند یہ ہیں:

(۱) صدقاتِ واجبہ:

صدقات واجبہ سے مراد زکوۃ، عشر، خمس، صدقہ فطر، نذور، کفارات اور دیگر لازمی صدقات ہیں۔ اسلام نے مال خرچ کرنے کو غربت کا حل ٹھہرایا ہے اسلام اس بات کا تو متحمل ہے کہ ایک آدمی کی ملکیت میں زیادہ مال ہو مگر اس کی اجازت نہیں دیتا کہ وہ مال صرف اسی کے پاس ٹھہرا رہے اور دوسرے لوگ اس کے فائدے سے محروم، مجبوری کی حالت میں زندگی گزاریں۔ اسلام گردشِ دولت کو چاہتا ہے، ارشاد ربانی ہے:

"كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ"(32)

کہ یہ مال صرف مالدار طبقہ میں گردش کرتا نہ پھرے۔ اسلام نے اس گردشِ دولت کو عملی جامہ پہنانے کے لیے بعض صدقات کو واجب قرار دیا اور بعض کی ترغیب دی اور اس پر ثواب کا وعدہ کیا اور باہمی تکافل کے لیے ایسا نظام پیش کیا کہ اگر اس پر صحیح معنوں میں عمل کیا جائے تو کوئی غریب اور بھکاری نہ رہے۔

(۲) صدقاتِ نافلہ:

بعض صدقات ایسے ہیں جن کو اسلام نے واجب تو نہیں ٹھہرایا لیکن اس کی ترغیب دی، اس پر اجر عظیم کا وعدہ کیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے عملی نمونے پیش کیے، سخاوت کی ترغیب دی گئی اور بخل کی مذمت کی گئی تاکہ مالداروں کی مال سے محبت پیدا نہ ہو اور وہ اسے صرف اپنی ذات تک محدود نہ رکھیں۔

(۳) قانونِ وراثت:

دولت کو گردش میں رکھنے کے لیے اسلام نے قانون وراثت وضع کیا تاکہ مال پر صرف میت کے بیٹے کا قبضہ نہ ہو بلکہ دیگر قریبی رشتہ دار بھی اپنے حصوں کے مطابق مستفید ہوں، اس کے لیے اسلام نے میراث کے اصول و قواعد وضع کیے اور میت کے مال میں ہر شرعی وارث کا حصہ مقرر کیا۔

(٤) سودی معیشت کا قلع قمع:

اسلام نے سرمایہ دارانہ نظام کے اصل بنیاد سود کو قطعی حرام قرار دیا اور بہت شدت سے مسلمانوں کو اس سے منع کیا بلکہ سود لینے کو اللہ تعالی سے جنگ کے مترادف قرار دیا ارشاد ربانی ہے:

---

31 - سنن الترمذي، كتاب الأحكام، باب ماجاء في هدايا الأمراء، ص: 248/1.

Sinan Ibne Maja , Kitab ul Ihkam , pg 248/1

32 - القرآن 7 : 59

Al-Quran 59 : 7

"فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللهِ وَرَسُولِهِ"(33)

ترجمہ: پھر بھی اگر تم ایسا نہ کروگے تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اعلانِ جنگ سن لو۔

اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی قباحت واضح کرنے کے لیے فرمایا:

"الربا سبعون حوبا أيسرها أن ينكح الرجل أمه(34)".

یعنی سود ستّر قسم کے گناہوں کا مجموعہ ہے۔ سب سے کم تر گناہ اپنی ماں سے زنا کے برابر ہے۔

(۵)قرض حسنہ کی ترغیب:

معاشرے میں جو افراد سرمایہ نہ ہونے کی وجہ سے بے روزگار ہوتے ہیں ان میں سے اکثر روزگار کی صلاحیت رکھتے ہیں مگر وہ سرمایہ نہ ہونے کی وجہ سے کام نہیں کر سکتے۔ اس کے لیے اسلام نے ذی استطاعت لوگوں کو قرضِ حسنہ کی ترغیب دی، اور اس کو اجر و ثواب کا ذریعہ قرار دیا اور اسے صدقہ قرار دیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"كل قرض صدقة(35)".

اسلام نے معاشرے کے متموّل افراد کو ترغیب دی کہ وہ بغیر کسی لالچ و طمع اور بغیر کسی سود کے غریبوں کو ان کی استطاعت تک قرضِ حسنہ فراہم کریں۔

(٦)اجارہ داری کا خاتمہ:

اسلام نے معاشی کامیابی کی راہ میں حائل رکاوٹوں اور اس کے لیے مضر چیزوں میں سے اجارہ داری کو بھی ناجائز قرار دیا ہے۔ اجارہ داری کے تحت اسلام نے تلقی الجلب اور ذخیرہ اندوزی کو ناجائز قرار دیا ہے ذخیرہ اندوزی کرنے والا دولت کے ذخائر اپنے پاس سنبھال لیتا ہے اور مصنوعی بحران پیدا کر کے خاص نرخ لوگوں پر مسلط کرتا ہے اس سے مسلمانوں، خاص طور سے غریبوں کو سخت نقصان پہنچتا ہے اس لیے اسلام نے اس کو ناجائز قرار دیا ہے۔

(۷)فضول خرچی کی ممانعت:

غریبوں کے معاشی تحفظ کے لیے اسلام نے مالداروں کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنے مال کو ضروریات ہی میں خرچ کریں اور بلا ضرورت خرچ نہ کریں۔

ہمارے وطنِ عزیز میں ایک طرف لوگوں کی اکثریت خطِّ غربت کے نیچے زندگی گزار رہی ہے تو دوسری طرف ملک کی محدود اقلیت وسائل معاش پر قابض ہے اور اپنی اس دولت میں محروم لوگوں کو شریک کرنے کی روادار نہیں اور نہ ان کو اپنے فرضِ منصبی کا احساس ہے۔ غریبوں کی فلاح و بہبود کے لیے رفاہی کام میں تو ایک پائی دینے کے لیے تیار نہیں ہوتے لیکن شادی اور نمود و نمائش کے دیگر مواقع پر تشہیر کے لیے کروڑوں روپے خرچ کرنے سے دریغ نہیں کرتے۔ اسلام نے اس طرز عمل کی مخالفت کی اور اسراف و تبذیر سے منع فرمایا ہے ارشاد ربانی ہے:

"كُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا"(36)

ترجمہ: کھاؤ پیو اور فضول خرچی نہ کرو۔

---

33 - القرآن 279 : 2

Al-Quran 2 : 279

34 - سنن ابن ماجة، أبواب التجارات، باب التغليظ في الربا، ص: 164.

Sanan Ibn Majat Abwab Altijart pg 164

35 - سليمان طبراني، المعجم الأوسط، من اسمه الحسين، رقم الحديث: 3498، ص: 17/4.

Suleman Tibrani , Al Muajim Al usat Man Ismauh Al-Hussain , Raqam ul Hadis 3498 , pg 17/4

36 - القرآن 31 : 7

Al-Quran 7 : 31

دوسری جگہ ارشاد ہے:

"وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا، إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ"(37)

ترجمہ: اور اپنے مال کو بیہودہ کاموں میں نہ اڑاؤ۔ یقین جانو کہ جو لوگ بیہودہ کاموں میں مال اڑاتے ہیں وہ شیطان کے بھائی ہیں۔

اسی طرح فرمایا:

"وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَحْسُورًا"(38)

ترجمہ: اور نہ تو (ایسے کنجوس بنو کہ) اپنے ہاتھ کو گردن سے باندھ کر رکھو، اور نہ (ایسا فضول خرچ کہ) ہاتھ کو بالکل ہی کھلا چھوڑ دو، جس کے نتیجے میں تمہیں قابل ملامت اور قلاش ہو کر بیٹھنا پڑے۔

اور نیک بندوں کی صفات ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَلِكَ قَوَامًا"(39)

ترجمہ: (اور رحمن کے بندے وہ ہیں) جو خرچ کرتے ہیں تو نہ تو فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ تنگی کرتے ہیں، بلکہ ان کا طریقہ اس (افراط و تفریط) کے درمیان اعتدال کا طریقہ ہے۔

ان آیات میں اللہ تعالی نے بندوں کو ہدایات دی ہیں کہ جہاں خرچ کرنے کی جگہ نہ ہو اس میں خرچ نہ کیا کرو اور جو جگہ خرچ کرنے کی ہو اس میں بخل سے کام نہ لیا کرو۔

نتائج اور حکومت کی ذمہ داریاں:

نہایت مضر ہونے کے باوجود بے روزگاری کا مسئلہ ایسا عقدہ لاینحل بھی نہیں جس کے سلجھانے کے لیے دانشور سوچنا چھوڑ دیں اور حکومت منصوبے بنانا چھوڑ کر خاموش تماشائی بنی رہے، اور نہ ہی اس مسئلے کے حل کے لیے انفرادی کوششیں ثمر آور ہو سکتی ہے بلکہ اس کے لیے حکومت کی نگرانی میں بروقت اقدامات اور اجتماعی کوششوں کی ضرورت ہے۔

اس سلسلے میں حکومت کی چند ذمہ داریاں درج ذیل ہیں:

(۱) سب سے پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ بے روزگاری کے جن اسباب کا پیچھے ذکر ہو چکا یا اس کے لیے جو وقتی طور پر یا مستقل اسباب پیش آتے ہیں حکومت ان اسباب کا کھوج لگا کر ان کا خاتمہ یقینی بنائے، اجارہ داری اور سود خوری وغیرہ کا خاتمہ کرے۔

(۲) دوسری ذمہ داری یہ ہے کہ حکومت صدقات واجبہ کی وصولی اور اس کی صحیح تقسیم کو یقینی بنائے کہ اگر خدانخواستہ حکومتی کوششوں کے باوجود بھی کوئی بے روزگاری کے آغوش سے نہ نکل پائے تو اس کی کفالت اس طرح سے کی جائے۔

(۳) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بطورِ حکمرانِ ریاست اپنے شہریوں کو روزگار فراہم کیا۔ چنانچہ ایک صحابی جب بھیک مانگنے آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا مال بیچ کر اس کو روزگار کے اوزار خرید کر مزدوری کرنے کا کہا(40)۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل اس دور کے حکمرانوں کے لیے ایک نمونہ ہے کہ وہ بھی اس ذمہ داری سے نبرد آزما ہوں اور اپنی رعایا کی فلاح و بہبود کی خاطر ان کو روزگار فراہم کریں۔

---

37 -القرآن 17 : 31

Al-Quran 17 : 31

38 -القرآن 17 :29

Al-Quran 17 : 29

39 -القرآن 25 : 67

Al-Quran 25 : 67

(٤) دیکھا یہ گیا ہے کہ ہمارے شہری علاقوں میں تعلیم یافتہ افراد میں بے روزگاری زیادہ ہے اس لیے حکومت کو چاہیے کہ وہ فنی اداروں کا قیام عمل میں لائے اور سکول و کالج اور یونیورسٹیوں میں نظری علوم پڑھانے کے ساتھ ساتھ فنون اور ہنر سکھانے پر بھی زیادہ توجہ دی جائے تا کہ ہر طالب علم، علم کے ساتھ ساتھ کسی فن یا ہنر سے بھی واقف ہو اور ضرورت کے وقت وہ اس سے کام لے سکے۔

(٥) اس سلسلے میں ایک ذمہ داری یہ بھی بنتی ہے کہ دیہی سطح پر دستکاری سنٹرز اور دیگر فنون سکھانے کے مراکز قائم کرے۔

اس لیے جو پردہ نشین خواتین گھروں میں فضول بیٹھی رہتی ہیں پردے کا لحاظ رکھتے ہوئے دستکاری سنٹرز قائم کر کے ان کو کپڑے سینا، گل کاری کرنا، اور اس جیسے عملی کام سکھائے جائیں تا کہ وہ بھی فارغ اوقات میں با پردہ ہو کر گھر میں بیٹھے بیٹھے کچھ کسبِ معاش کر سکیں۔

(٦) یہ امر مسلم ہے کہ عام طور پر بے روزگار آدمی خود روزگار کر کے باعزت طریقے سے روزی کمانا چاہتا ہے لیکن اسے موقع میسر نہیں ہوتا۔ اکثر اوقات اس کو یہ عذر ہوتا ہے کہ اس کے پاس سرمایہ اور نقدی نہیں ہوتی اگر وہ سودی قرضہ لے تو حرمت کے ساتھ ساتھ اس میں ادائیگی کی سکت بھی نہیں ہوتی اور معاشرے کے افراد اس کو قرضِ حسنہ دینے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔ ایسے میں حکومت کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ ان کو حالتِ وسعت تک سرکاری خزانہ سے مال بطورِ قرضِ حسنہ فراہم کرے۔

(٧) اسی طرح حکومت کو چاہیے کہ اقتصادی ترقی کے منصوبوں کے ذریعے روزگار کے لیے مواقع پیدا کرے، مزید صنعتیں قائم کرے تا کہ مزید لوگوں کو روزگار پر لگایا جا سکے۔

(٨) اندرون ملک فنی تربیت (Technical Training) کے ادارے قائم کیے جائیں جو مختلف ہنر اور فنوں کی تربیت کی سہولتیں فراہم کرے۔

(٩) بنجر زمینوں کو زیرِ کاشت لانے کے لیے مہم چلائی جائے اور بے روزگار لوگوں کو زراعت کی ترقی پر لگا دیا جائے۔

(١٠) کسبِ معاش کی ترغیبات پر مستقل لیٹریچر اور مواد تقسیم کیے جائیں جو قرآن و حدیث اور کسبِ معاش کی اسلامی تعلیمات پر مشتمل ہو جس سے کاہل اور سست لوگوں میں روزگار کا شوق پروان چڑھے۔

(١١) مائیکرو فائنانس (Micro Finance) کے اداروں کو وسعت دی جائے اور اس کے نظام کو بہتر اور اسلامی اصولوں سے ہم آہنگ بنایا جائے۔

(١٢) اسی طرح بعض بے روزگار افراد کے لیے اگر ملک میں روزگار پیدا کرنا مشکل ہو تو حکومت کو چاہیے کہ ان کو بیرون ملک بھیجنے کا انتظام کرے۔ حکومتِ پاکستان نے اس سلسلے میں اقدامات کی ہیں چنانچہ حکومت کی وساطت اور حوصلہ افزائی سے پاکستانی شہریوں کی ایک بڑی تعداد بیرون ممالک بالخصوص مشرق وسطیٰ کے تیل پیدا کرنے والے ممالک میں روزگار کے حصول کے لیے بھیجی گئی ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)

40 - سنن ابن ماجۃ، کتاب البیوع، باب بیع المزایدۃ، ص:158.

Sanan Ibn Majah,kitab Albuooa bab bai almzahidat pg;158